تنظیم المدارس اور قیام واستحکام پاکستان
ایک اجمالی جائزہ

محمد عبدالعزیز[1]

Abstract :

This is a brief evaluative study of "Tanzeem ul Madaris e Ahlesunnat Pakistan" and its graduates' services for the contribution to the stability of Pakistan. The graduates of Tanzeem ul Madaris have contributed a lot to the prosperity and stability of Pakistan in various departments since the day first. This study finds their contributions very much satisfactory. It improves our knowledge as well as gives us courage to do our best for the stability and prosperity of our beloved home land.

Keyword: ***Tanzeem ul Madaris***

تنظیم المدارس پاکستان

''تنظیم المدارس'' دراصل مدارس اسلامیہ، پاکستان کا ایک منظور شدہ تعلیمی بورڈ ہے، جو اہلسنّت وجماعت کے مدارس کو منظّم انداز میں چلانے کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے، اس کا سنگ بنیاد سب سے پہلے فروری 1960ء میں رکھا گیا، اس کے محرک حقیقی اہلسنّت کے ایک ممتاز عالم دین مولانا محمد جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ جامعہ معینیہ، ڈیرہ غازی خان اور سابق ناظم تعلیمات ،جامعہ اسلامیہ، انوار العلوم، ملتان تھے، انہی کی تحریک پر جامعہ معینیہ، ڈیرہ غازی خان میں مدارس اہلسنّت کے عمائدین وغیرہ کا اجلاس ہوا جس میں غوروفکر کے بعد متفقہ طور پر باقاعدہ ایک تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی جو مدارس اہل سنت کو منظّم طور پر چلانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرے، لہٰذا اسی تناظر میں 1960ء میں ہی تنظیم المدارس کے نام سے اس کی بنیاد رکھی گئی۔

لیکن یہ خشت اول زیادہ ثمر بار نہ ہوئی اور زمانے کے ادوار یوں ہی بدلتے رہے بعد ازاں چودہ سال کے طویل عرصے بعد اسی ڈھانچے کو ازسرنو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا گیا جس کے لیے ایک بار پھر اس زمانے کے جلیل القدر علمائے اہل سنت کو جامعہ نظامیہ، لاہور میں مدعو کیا گیا، ایک تفصیلی اجلاس ہوا جس میں کسی نئے عنوان کے بجائے اسی تنظیم المدارس ہی کی نشاۃ ثانیہ کو تجویز کیا گیا لہٰذا 9 جنوری 1974ء میں اس کی نشاۃ ثانیہ کی گئی اور یوں باقاعدہ اس کا آغاز ہوا۔(۱)

---

[1] ریسرچ اسکالر کلیہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی۔

تنظیم المدارس اور قیام واستحکام پاکستان

تنظیم المدارس کی نشاۃ ثانیہ کے بعد اس کے پہلے سرپرست اعلیٰ، مفتی اعظم پاکستان، مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث، جامعہ حزب الاحناف، لاہور، پاکستان اور ناظم اعلیٰ، غزالی زمان مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث، جامعہ انوار العلوم، ملتان، پاکستان مقرر ہوئے، اور اب 2015ء میں تنظیم المدارس اہلسنّت، پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، مولانا سیّد حسین الدین شاہ، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی، پروفیسر مفتی منیب الرحمن صدر، جبکہ مولانا عبد المصطفیٰ ہزاروی، ناظم اعلیٰ ہیں۔

تنظیم المدارس کے تحت مدارس کے درج ذیل درجات مقرر کئے گئے ہیں جو دو دو سالہ تدریسی سالوں پر محیط ہیں:

۱۔ درجہ اول، عامہ، میٹرک کے مساوی

۲۔ درجہ دوم، خاصہ، انٹر کے مساوی

۳۔ درجہ سوم، الشہادۃ العالیۃ، بی اے کے مساوی

۴۔ درجہ چہارم، الشہادۃ العالمیۃ، ایم اے کے مساوی

ان مدارس کے تحت اب تک ہزاروں کی تعداد میں علمائے کرام اور حفاظ (طلبہ وطالبات) فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے شعبہ جات میں دین اسلام اور ملک پاکستان کی خدمت میں شبانہ روز مصروف عمل ہیں۔

مرکزی دفتر:

تنظیم المدارس کا دفتر پہلے جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور میں تھا بعد ازاں اسے جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور میں منتقل کر دیا گیا، بہت عرصے تک مرکزی دفتر یہی رہا لیکن پھر ضرورت زمانہ کے پیش نظر ایک وسیع وکشادہ جگہ پر منتقلی کا فیصلہ کیا گیا لہٰذا اب سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کے قرب میں مینار پاکستان کے نزدیک، راوی پارک 8، راوی روڈ، لاہور پر مرکزی دفتر قائم کیا گیا ہے۔

شعبہ جات:

تنظیم المدارس کے تحت اہلسنّت وجماعت کے مدارس اور جامعات کے طلبہ کے امتحانات منعقد کیے جاتے ہیں اور ان کو تعلیمی اسناد جاری کی جاتی ہیں، ان میں حفظ القرآن، تجوید القرآن، درجہ ثانویہ عامہ (میٹرک)، ثانویہ خاصہ (ایف اے)، درجہ عالیہ (بی اے)، درجہ عالمیہ (ایم اے)، اس کے علاوہ دیگر کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔

تنظیم المدارس کے بانیان:

1۔ علامہ مولانا محمد جہانیاں علیہ الرحمہ، جامعہ معینیہ، ڈیرہ غازی خان، پاکستان

2۔ مفتی اعظم پاکستان، مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ، جامعہ حزب الاحناف لاہور، پاکستان

3۔ غزالی زماں، علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ، جامعہ انوار العلوم، ملتان، پاکستان

4۔ علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ، جامعہ نظامیہ، لاہور، پاکستان

تنظیم المدارس کے اغراض ومقاصد:

تنظیم المدارس اپنے دستور اور اغراض ومقاصد کی رو سے ایک غیر سیاسی اور تعلیمی نیٹ ورک کی حامل تنظیم ہے، جو ملک کے دینی مدارس کے طلبہ سے مختلف درجات کے امتحان لیتا ہے اور مختلف درجات وشعبہ جات کے کامیاب طلبہ کو اسناد جاری کرتا ہے۔اس کے اغراض ومقاصد مختصراً درجہ ذیل ہیں:

۱۔ مدارس عربیہ اہلسنّت وجماعت میں اتحاد ویکجہتی پیدا کر کے باہم مضبوط بنانا اور معیار تعلیم کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانا۔

۲۔ نصاب درس نظامی میں وقت کے تقاضوں کے مطابق مناسب ترامیم واضافہ کرنا۔

۳۔ ملحقہ مدارس کے امتحانات کا انعقاد کرنا اور کامیاب طلبہ کو اسناد جاری کرنا۔

۴۔ بقدر ضرورت مختلف موضوعات پر تصنیف وتالیف کے لیے شعبۂ تحقیق وترجمہ قائم کرنا۔

۵۔ مسائل جدیدہ پر غور وفکر کرنا اور ان کے حل کے لیے مناسب ومؤثر ذرائع اختیار کرنا۔

۶۔ علم اور علماء کے وقار کی بحالی کے لیے کوشش کرنا۔

۷۔ یہ تنظیم خالصتاً مذہبی، تعلیمی اور غیر سیاسی ہوگی۔(۲)

''تنظیم المدارس'' اہل سنت، پاکستان کے بانیان مختصر تعارف

(1) علامہ غلام جہانیاں معینی قریشی علیہ الرحمہ [1]

حسب ونسب :

مولانا غلام جہانیاں صاحب علیہ الرحمہ خاندانِ قریش کے سلسلہ شطاریہ کے چشم و چراغ تھے، انکے ننھیال اجداد غالباً مصر، کالاباغ سے یہاں پنجاب تشریف لائے، ایک خاندان قصبہ قاسم پور، تحصیل وضلع راجن پور اور دوسرا قصبہ جھگی والا، تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ، پاکستان میں خلق خدا کو اپنے خالق کا شناسا کرنے میں مصروف ہو گئے۔

ولادت:

آپ کی ولادت 1908ء مطابق 1326 ہجری میں ہوئی، آپ کا اسم شریف ''غلام جہانیاں'' رکھا گیا۔

تعلیم وتربیت:

آپ ابھی دواڑھائی برس کے ہوں گے کہ والد بزرگوار قاضی شریف محمد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا، آپ کی والدہ ماجدہ اپنے بھائی مولوی لعل محمود قریشی قاسم پوری جو ایک عاشقِ رسول صاحب درد بزرگ تھے کے ہاں چلی آئیں، مولانا نے قرآن پاک کا کچھ حصہ اپنے ماموں کے ہاں اور کچھ پرائمری تعلیم نواحی قصبہ ساہن والا میں حاصل کی، پرائمری تعلیم کی تکمیل اپنے آبائی قصبہ جھگی والا اور درسِ نظامی کی ابتداء قریبی قریہ کوٹلہ بندعلی کے عالمِ دین مولانا غلام حسین صاحب سے کی، نہایت قلیل عرصہ میں نصابِ فارسی مکمل کرلیا، علم صرف اور علم نحو پیر صاحب صرفی جو اس وقت قصبہ شاہ جمال، نزد جام پور میں پڑھاتے تھے حاصل کیا، جب مولانا اور ان کے ماموں زاد بھائی مولوی غلام حسین صاحب قریشی کے بڑے فرزند مولوی غوث بخش دونوں قصبہ شاہ جمال میں تعلیم حاصل کرتے تو ان کی دیکھ بھال مولانا کے ماموں جان اور مولوی غوث بخش کے داداجان مولوی لعل محمود صاحب قریشی جو اُس وقت ہانموں والا، نزد فاضل پور کی دھندی سٹیٹ میں میردہ تعینات تھے وہ کیا کرتے تھے، ازاں بعد مولانا نے درمیانی کتب مولانا غلام رسول صاحب بستی پھلن، مولانا سلطان محمود صاحب، مولانا سید غلام حسین شاہ صاحب کے ہاں اور منتہی اسباق مولانا غلام رسول

---

[1] (جامعہ معینیہ، ڈیرہ غازی خان، پاکستان)

صاحب محدث مظفر گڑھی، مولانا محمد اشرف صاحب، مولانا محمد امین ملتانی اور حضرت قبلہ مولانا فیض محمد صاحب شاہ جمالی کے زیر سایہ تکمیل کو پہنچائیں۔

تدریسی فرائض:

ان ہی ایام میں آپ کا علمی شہرہ چار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا چونکہ مولانا ذہین تھے، درس وتدریس میں بے مثال مدرس اور فنِ تقریر کے بے نظیر مقرر تھے، اس لیے ملتان، مظفر گڑھ، اور ڈیرہ غازی خاں اضلاع کے درس نظامی کے مہتمم حضرات کے خطوط، وفود، اچھے بھلے مشاہروں کی پیشکش لے کر آتے کہ مولانا ان کے مدارس میں تدریسی کام سنبھالیں مگر آپ پہلے پہل تو اپنے علاقہ جتوئی، کانڈھ، شجاع آباد، کوٹلہ رحم علی شاہ، ڈیرہ پیر دیوان شاہ نزد جلال پور پیر والا اور پھر ملتان شہر کے مختلف دینی، سرکاری مدارس میں تشنگان علومِ ظاہری وباطنی کی پیاس پندرہ سال تک بجھاتے رہے اور اپنے خداداد علم کا لوہا اپنوں اور غیروں سے منواتے رہے۔

اسی عرصہ میں حضرت مولانا فیض محمد صاحب شاہ جمالی، قصبہ شاہ جمال کے دریا برد ہوجانے اور بستی سندیلہ نزد مانہ احمدانی کے زمیندار حضرات کے اصرار پر اپنے بلند پایہ درس سمیت بستی سندیلہ تشریف لا چکے تھے، علمی اور روحانی مجالس زوروں پر تھیں، اُدھر مولانا کی علمی شہرت، تدریسی چرچے طالبانِ علم کو دور دور سے کھینچ کھینچ کر لا رہے تھے۔

قصبہ ڈیرہ میں آمد:

1942ء کی ابتداء میں غالباً چند ماہ، ربخ آرائیں نزد فاضل پور اپنے صاحبِ محبت پیر برادر میاں عبدالرحیم آرائیں رئیس ربخ کے ہاں رہنے کے بعد مولانا چند اہلِ سنّت وجماعت، اہلیان ڈیرہ غازی خاں کی دیرینہ خواہش کا احترام کرتے ہوئے 1942ء کے اخیر میں حافظ عبدالواحد پونگر، حافظ قادر بخش، حافظ اللہ بخش کے ساتھ مرکزی جامعہ مسجد بلاک نمبر 3 ڈیرہ غازی خاں میں رونق افروز ہوئے، میاں حمید اکبر میاں مسعود احمد بلاک نمبر 16 کے حسن سلوک، دلی تعاون اور محبت کو مولانا اکثر سراہتے اور یاد کرتے رہتے تھے۔

قیامِ پاکستان کے لیے سرتوڑ کوشش:

تحریک پاکستان میں مولانا کا بہت ہی حصّہ ہے، مسلم لیگ کے اکثر وبیشتر اجلاس اسی مرکزی جامع مسجد میں ہوا کرتے، ڈاکٹر احمد یار قیصرانی، ملک محمد نواز اور جناب اللہ بخش حق آپ کے دستِ راست تھے، اسی مسجد میں تقریریں ہوتی رہتیں لوگوں کو پاکستان کے حق میں ووٹ دینے پر تیار کیا جاتا، اعلانِ پاکستان سے چند ماہ قبل یہیں سے پاکستان کے حق میں یونینسٹ حکومت کے خلاف سردار جمال خاں لغاری، اخوند عبدالکریم کی قیادت میں مثالی جلوس نکلا جو ڈی سی کے کورٹ میں جا ختم ہوتا تھا چونکہ ڈی سی انگریز

تھا، لاٹھی چارج ہوا لیکن کسی کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی، چنانچہ قائداعظم کی طرف سے پاکستان بنانے میں مولانا کی مساعی پر سپاس گزاری کے متعدد خطوط پہنچے۔

پاک سُنی تنظیم اور دیگر اہم خدمات:

خالص مذہبی جماعت مرکزی پاک سُنی تنظیم مولانا کی تخلیق تھی، پہلے اس میں آپ کے شاگرد، مرید اور ہم مسلک لوگ شامل تھے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے یہی جماعت ڈویژن، صوبے حتیٰ کہ پورے ملک میں مقبول ہوتی پھیلتی چلی گئی، تنظیم المدارس، جمعیۃ العلماء پاکستان ایسی تنظیمیں آپ ہی کے تعاون سے پروان چڑھیں، سرزمین ڈیرہ میں آپ کی سرکردگی میں وہ عظیم الشان جلسے، میلاد النبی؟ کے منظم، شالی اور تاریخی جلوس نکلتے کہ بڑے بڑے مدبر اور سیاست دان حیران رہ جاتے، مذہبی، دینی حلقوں میں آپ کو سارے ضلع کا حاکم مانا جاتا تھا۔

تصانیف:

☆ ہفت اقطاب: اس کتاب میں مولانا نے سلک وسلوک کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حق اور راہِ ہدیٰ ثابت فرمایا ہے اور سرور کائنات صاحب لولاک ﷺ سے لے کر اپنے پیرومرشد خواجگان کوٹ مٹھن شریف تک کے حالات وکرامات سے مزین فرمایا ہے۔

☆ ارشاد فریدالزماں متعلق مرزا قادیاں

☆ رسالہ معیارالاسلام فی توقیر سادات کرام

تلامذہ:

آپ کے بے شمار تلامذہ میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ حافظ اللہ یار فریدی، پروفیسر ملتان

☆ مولانا محمد اشرف صاحب گڑھی شاہو لاہور

☆ علامہ عبدالرحمٰن صاحب معینی ڈیرہ غازی خاں

☆ خواجہ فریدالدین سجادہ نشین لیاقت پور

☆ خواجہ قطب الدین صاحب گڑھی اختیار خاں

☆ خواجہ فخر الدین صاحب گڑھی اختیار خاں

☆ مفتی غلام سرور صاحب گلبرگ لاہور ۔۔۔وغیرہ

خلفائے کرام:

☆ مولانا عبدالرحمٰن صاحب معینی قریشی

☆ مولانا صاحبزادہ محمد ظہور الحسن صاحب قریشی

☆ مولانا سیّد دیوان نور جہانیاں شاہ

وفات:

شہر ڈیرہ اور مضافات کے اہلِ محبت افراد نے حضرت مولانا کو رشتہ داروں اور وطن کے لوگوں سے چھین کر یہیں کا باشندہ بنا لیا، عبدالواحد خان نے مولانا کے عشقِ رسول کی بدولت آپ کو پانچ چھ کنال شہری رقبہ دے کر جہاں آپ کا گھر، درس، مسجد اور مزار پُر انوار ہے اپنے لیے بخشش کا سامان مہیا کر لیا ہے۔23 محرم 1397ھ بمطابق 20 جنوری 1977ء شب جمعہ، بعد نمازِ عشاء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، آپ کی وفات حسرت آیات پر آپ کے بھتیجے، داماد اور شاگرد رشید علامہ عبدالرحمٰن معینی نے علم ابجد کی روشنی میں ایک تاریخی رباعی فارسی زبان میں تصنیف کی ہے جس کے آخری مصرعہ مُعِیۡنِیۡ فَدۡخُل بِجنّٰتٍ سے ہجری سن نکلتا ہے، آپ اپنی درس گاہ واقع لبِ نہر، ڈیرہ شہر میں ہمیشہ کے لیے راحت پذیر ہوئے، جہاں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔(۳)

(2) علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

(جامعہ حزب الاحناف، لاہور، پاکستان)

پیدائش وابتدائی تعلیم:

1319ھ/ 1901ء میں بمقام محلہ نواب پورہ، الور، ہندوستان میں پیدا ہوئے، حافظ عبدالحکیم، حافظ قادر علی سے قرآن پاک ختم کیا، آٹھ برس کی عمر میں مولانا سیّد ظہور اللہ الوری سے صرف ونحو کی ابتدا کی، اکثر کتابیں والد ماجد سے پڑھنے کے بعد استاذ العلماء علامہ حکیم محمد نعیم الدین فاضل مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرح سلم، حمد اللہ، اُفق المبین، شرح ہدایۃ الحکمۃ، شمس بازغہ، شرح عقائد مع خیالی، صحاح ستہ اور طب کا درس لیا، 1337ھ میں امام اہل سنت، مولانا شاہ احمد رضا خان کی زیارت کے لئے

بریلی حاضر ہوئے، اور اجازت مطلقہ کی سند حاصل کی، کچھوچھہ شریف میں امام الواصلین، قدوۃ العارفین، مخدوم شاہ علی حسین اشرفی سے بیعت کا شرف حاص کیا، ایک عرصہ تک والد ماجد کے ساتھ آگرہ میں مقیم رہ کر درس وتدریس میں مصروف رہے اور بعد میں انہیں کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے اور تدریس وتعلیم میں مشغول ہوگئے۔

عملی زندگی:

آپ 1920ء میں جامع مسجد آگرہ، ہندوستان کے خطیب ومفتی مقرر ہوئے اور 1935ء میں جامع مسجد مزار حضرت داتا گنج بخش، لاہور، پاکستان میں خطیب اور دار العلوم حزب الاحناف، لاہور میں مدرس مقرر ہوئے۔

درس وتدریس:

1354ھ میں والد ماجد کی وفات کے بعد دار العلوم حزب الاحناف، لاہور کے رئیس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے، علوم متداولہ میں مہارت تامہ آپ کو ابتدا ہی سے حاصل تھی اور اب آپ کی غزارت علمی کی دور دور تک شہرت پھیلی ہوئی تھی، دور دراز شہروں سے باذوق طلباء نے ہجوم در ہجوم آکر آپ سے اخذ علوم کیا، پاکستان کے اکثر علماء آپ کے سلسلۂ تلمذ سے وابستہ ہیں، آپ کی ذات قدسی صفات مرجع علماء وفضلاء اور پاکستان میں اسلام کا مستحکم ستون تھی۔

تنظیم المدارس:

آپ ۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کی نشاۃ ثانیہ میں آپ کو تنظیم کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا اور پھر ۱۹۷۸ء کے نئے انتخاب میں آپ کو تنظیم کا سرپرست نامزد کیا گیا۔

تلامذہ:

آپکے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے کیونکہ برصغیر کے ایک جماعت آپ سے فیضیاب ہوئی، ہم یہاں صرف چند جلیل القدر اور معروف اہل علم تلامذہ کے نام پیش کر رہے ہیں:

☆ شیخ الحدیث مولانا نور اللہ نعیمی اشرفی، جامعہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال

☆ سلطان الواعظین، مولانا محمد بشیر، ایڈیٹر: ماہنامہ ماہ طیبہ، پاکستان

☆ فاضل جلیل، مولانا مہر الدین، مؤلف تسہیل المبانی شرح مختصر المعانی

☆ علامہ محمود احمد رضوی، شارح بخاری (فرزند)

☆ مفتی عبد القیوم ہزاروی، سابق مہتمم، جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری دروازہ، لاہور

☆ علامہ غلام مہر علی، مؤلف الیواقیت المہریہ ---وغیرہ

سیاسی سرگرمیاں:

30 اپریل، 1946ء آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں ہزاروں علماء اور مشائخ کے ساتھ انہوں نے پاکستان کے قیام کے حق میں دستخط کیے، 1949ء میں پہلی دستور ساز اسمبلی کے ممبر بھی تھے، نظام مصطفی کے قیام ونفاذ کے لیے بھی تا حیات سرگرم رہے۔

وفات: آپ نے 20 شوال بمطابق 24 دسمبر 1398ھ/ 1978ء کو انتقال فرمایا اور مرکزی دار العلوم، حزب الاحناف، گنج بخش روڈ، لاہور میں تدفین ہوئی۔ (۴)

(3) علامہ احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ

(بانی وسابق مہتمم، جامعہ انوار العلوم، ملتان، پاکستان)

آپ کا سلسلۂ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے، آپ کی ولادت باسعادت 1913ء میں امروہہ، ضلع مراد آباد میں سیّد محمد مختار کاظمی کے گھر ہوئی، والد گرامی کا سایۂ شفقت بچپن ہی میں سر سے اُٹھ گیا، تمام تر تعلیم وتربیت، اپنے برادرِ بزرگ، محدث جلیل حضرت مولانا سید محمد خلیل سے حاصل کی، وہ مدرسہ بحر العلوم، شاہجہان پور میں مدرّس تھے اور حضرت علامہ کاظمی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے، حضرت علامہ کاظمی نے تکمیل علوم کے بعد ان سے سند حدیث حاصل کی اور ان ہی کے دست حق پر بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز کیے گئے، ان کے علاوہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے بھی آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی۔

زمانۂ طالب علمی میں ہی آپ نے تدریس شروع کردی تھی، فراغت کے بعد کچھ عرصہ جامعہ نعمانیہ، لاہور میں فرائضِ تدریس انجام دیتے رہے، ء میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ، امروہہ میں مدرس مقررّ ہوئے، چار سال بعد ایک سال کا عرصہ اوکاڑہ میں قیام کیا، ء میں ملتان تشریف لے گئے، نومبر ء میں مسجد حافظ فتح شیر، بیرون لوہاری دروازہ میں قرآنِ پاک کا درس شروع کیا، جو اٹھارہ سال میں

مکمل کیا، حضرت چُپ شاہ کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد حدیث کا درس شروع کیا، یہاں مشکوٰۃ شریف اور بخاری شریف کا درس مکمل کیا۔

اسی دوران آپ نے اپنے دولت کدے پر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، پھر ایک قطعۂ اراضی خرید کر مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم، ملتان قائم کیا، جہاں آپ درسِ حدیث دیتے تھے، یہ مدرسہ ملک بھر میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے، یہاں سے سینکڑوں علماء اکتساب فیض کر کے ملک کے گوشے گوشے میں دین متین کی خدمت وتبلیغ انجام دے رہے ہیں ایوب خان کے دور میں محکمہ اوقاف نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کو اسلامی یونیورسٹی کا درجہ دیا تو آپ کو دعوت دی گئی کہ آپ مسند شیخ الحدیث کو زینت بخشیں، چنانچہ آپ بصد شان وشوکت اس منصب رفیع پر فائز رہے، اس عرصے میں آپ نے نہ صرف تشنگانِ علومِ حدیث کو سیراب کیا، بلکہ خوش اسلوبی سے اہلسنّت وجماعت کی نمائندگی بھی کی، اہلِ علم یہاں تک کہ مخالفین نے بھی آپ کی محدثانہ جلالت اور علمی فضیلت کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔(۵)

آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست میں سے چند اسماء یہ ہیں:

☆ علامہ منظور احمد فیضی، احمد پور شرقیہ، پاکستان

☆ مفتی سیّد شجاعت علی قادری، سابق جسٹس، وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

☆ خطیب پاکستان، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

☆ مفتی غلام سرور قادری

☆ علامہ غلام رسول سعیدی

☆ علامہ محمد مقصود احمد، خطیب حضرت داتا گنج بخش لاہور ۔۔۔وغیرہ

حضرت علامہ ہر دینی اور ملّی تحریک میں بحیثیتِ قائد شریک رہے، تحریک پاکستان کا دل جان سے ساتھ دیا، اس سلسلے میں قائداعظم سے خط وکتابت بھی کی، اپنے خطبات کے ذریعے عوام وخواص میں تحریک کو مقبول بنایا، ء میں سرزمینِ بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سُنّی کانفرنس، تحریکِ پاکستان کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اس کانفرنس میں پنجاب کے علماء ومشائخ کے وفد کے ساتھ شریک ہوئے اور مطالبۂ پاکستان کی حمایت کی۔

اہل سنت کے مدارس کو منظّم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے تنظیم المدارس قائم کی، جس کی نشاۃ ثانیہ کے وقت ۹ جنوری ۱۹۷۴ء میں علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ صدر منتخب ہوئے، ان کی علالت کے دوران حضرت علامہ کاظمی، صدر منتخب ہوئے اور حیاتِ مستعار کے آخری دنوں تک اس منصب کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ حضرت علامہ نے اپنی تعلیمی، تبلیغی اور رُشد وہدایت کی بے شمار مصروفیات کے باوجود محققانہ تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

پہلے ملتان سے ماہنامہ قائد اور پھر السّعید نکالتے رہے، جس میں آپ کے عالمانہ مقالات شائع ہوا کرتے تھے، آپ کے

تحقیقی مقالات تین جلدوں میں مقالاتِ کاظمی کے نام سے چھپ کر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں، درودِ تاج پر اعتراضات اور اُن کے جوابات کے نام سے آپ کا مبسوط مقالہ ہے جس میں جعفر شاہ پھلواروی کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں، آپ کا ترجمہ قرآن چھپ گیا ہے، آپ نے قرآن پاک کی تفسیر کا کام بھی شروع کیا تھا جو کثرتِ مشاغل کی بناء پر پہلے پارے تک ہی محدود رہا۔

وفات:

25 رمضان المبارک، 4 جون 1406ھ/ 1986ئ ءکوعشاء کے بعد رازی دوراں، غزالی زماں آفتاب حکمت ومعرفت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہ وصال فرما گئے۔ ملتان کی مرکزی عیدگاہ کے پہلو میں حضرت کی آخری آرام گاہ بنی۔ (۶)

(4) مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی

(بانی وسابق مہتمم، جامعہ نظامیہ لاہور، پاکستان)

پیدائش وتعلیم:

اہل سنت وجماعت کے ممتاز عالم اور سینکڑوں علمائے کرام کے استاد مفتی عبدالقیوم ہزاروی ایک نابغہ روزگار شخصیت کے حامل تھے، آپکی خدمات جلیلہ ملک پاکستان کے طول وعرض میں مشہور ہیں، آپ 29 شعبان 1352ھ/ 28 دسمبر 1933 کو مانسہرہ ، پاکستان میں پیدا ہوئے، ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور میں داخلہ لیا جہاں شیخ الحدیث مولانا علامہ غلام رسول رضوی اور مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، دورۂ حدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں سیّدنا محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری سے پڑھا۔

تدریسی وعملی زندگی:

فراغت کے بعد آپ کی تقرری پیر محل میں ہوئی، آپ ادھر جانے کو تیار تھے کہ مولانا علامہ غلام رسول رضوی نے حضرت محدثِ اعظم کی خدمت میں خط لکھ کر آپ کو جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے لیے مانگا، حضرت نے وہ خط آپ کو دے دیا اور تین دن تک پوچھتے رہے کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ اور یہی آپ کا انداز تھا، مفتی صاحب کا جواب ہوتا کہ جو آپ کا حکم ہو میں حاضر ہوں اس پر حضرت فرماتے: لاہور میں اسباق تو تمہارے ذوق کے مطابق ہوں گے لیکن ویسے تنگ دستی ہوگی لیکن پیر محل میں اسباق تقریباً پورے پورے

ہوں گے۔

بال آخر تیسرے دن حضور محدث اعظم نے آنکھیں بند کر کے ایک خاص کیفیت کے ساتھ فرمایا: لاہور جاؤ بس پھر آپ لاہور تشریف لائے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے، یہاں آپ نے اپنے استاذ محترم کے ہمراہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی تعمیر و ترقی کے لیے تاریخی کردار ادا کیا، ابھی علوم وفنون اسلامیہ کا یہ ننھا سا پودا برگ و بار بھی پیدا نہیں کر پایا تھا کہ 1962 میں حضرت محدثِ اعظم وصال فرما گئے، ان کے بعد جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں تدریس حدیث کے لیے مولانا غلام رسول رضوی تشریف لے گئے۔ مولانا غلام رسول رضوی کے تشریف لے جانے کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ کے تمام تر انتظامات کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ پڑی جسے آپ نے بخوبی نبھایا۔

یوں تو قبلہ مفتی صاحب کے بے شمار کارنامے ہیں لیکن تنظیم المدارس اہل سنت کا احیاء آپ کا وہ کارنامہ ہے جس سے پورے پاکستان بمعہ آزاد کشمیر کے ڈیڑھ ہزار سے زائد مدارسِ اہل سنت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ تنظیم المدارس کی ڈگری ایم اے عربی/اسلامیات کے برابر حکومتِ پاکستان منظور کر چکی ہے، مفتی صاحب تنظیم المدارس کے ناظمِ اعلیٰ اور بعد ازاں صدر کے عہدے پر تقریباً 29 سال فائز رہے، مفتی صاحب جامعہ نظامیہ کے اہتمام اور تنظیم المدارس کی مصروفیات کے باوجود بڑے ذوق وشوق سے تدریس فرماتے تھے، آپ نے تقریباً انچاس برس تدریس اور تقریباً انتیس برس حدیث شریف پڑھائی۔(۷)

تصانیف:

تدریس کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف وتالیف کی جانب بھی توجّہ فرمائی، درجنوں علمی مقالات اور کئی کتب آپ کی یادگار ہیں، جن میں التوسّل (عربی)، العقائد والمسائل (عربی)، علمی مقالات (حدیث وفقہ) زیادہ مشہور ہیں، فتاویٰ رضویہ کی ترجمہ وتخریج کے بعد اشاعت آپ کا اہلِ سنّت پر وہ عظیم احسان ہے جس کے بارے دنیا کے کروڑوں سنیوں کی گردنیں ہمیشہ خم رہیں گی، مفتی صاحب محققین ومصنفین خصوصاً نئے قلمکاروں کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

وفات:

آپ 26 اگست 2003ء کو داغِ مفارقت دے گئے، مزارِ اقدس جامعہ نظامیہ رضویہ، شیخوپورہ، لاہور میں جامع مسجد رضا کے پہلو میں مرجع خواص وعوام ہے، آپ حضرت محدث اعظم سے بیعت اور مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سے شرفِ اجازت وخلافت رکھتے تھے۔(۸)

قیام پاکستان

مسلمانان برصغیر نے انگریز سامراج کی سازشوں اور ہندو بنیوں کی چالبازیوں کے باوجود اپنی بے مثال جدوجہد اور لازوال قربانیوں کے ذریعے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان کے قیام کو ممکن کر دکھایا، ایک الگ مملکت کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا لیکن اس کی تعبیر بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کی قسمت میں لکھی تھی جنھوں نے مسلمانان برصغیر کو ایک منظم قوم میں بدلا اور اپنے اخلاص، بلند کردار، جرات و استقامت، اصول پسندی اور دوقومی نظریے پر یقین کے نتیجے میں پاکستان بنانے میں کامیابی حاصل کی۔

بیسویں صدی میں جابجا مسلم ممالک دنیا کے نقشے پر ابھرے ہیں، جغرافیہ اور تاریخ بدلی ہے اور ظاہر ہے کہ کسی نے طشت میں رکھ کر مسلمانوں کو آزادی پیش نہیں کی ہے بلکہ کشمکش اور آگ اور خون کے دریا پار کر کے آزادی حاصل کی گئی ہے، ہر ایک جو اپنا پاکستان بنا رہا تھا یا اپنے ہی ملک کے اندر استعمار کو بھگا رہا تھا، تو ہر جگہ کے لحاظ سے نعرہ یہی تھا، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، اور یہ اسلام کا مضبوط حوالہ تھا جس نے لوگوں کے اندر کردار، جدوجہد اور کوشش و کاوش کا ایک عنوان اور بڑے پیمانے پر قربانیاں دے کر کشمکش مول لینے کا کلچر پیدا کیا۔ لہٰذا اس اعتبار سے یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ آج اگر قریباً ستاون ملک دنیا کے نقشے پر آزاد مسلمان ملک کہلاتے ہیں تو حقیقتاً ان کی بڑی تعداد اسلام اور کلمے کے نام پر آزاد ہوئی ہے، خود برصغیر پاک و ہند میں لاکھوں انسان آگ اور خون کے دریا سے گزرے، بہنوں بیٹیوں کے دامن عصمت تار تار ہوئے اور لوگ لٹے پٹے قافلوں کی صورت میں پاکستان پہنچے، ظاہر ہے کہ یہ قربانی اور جدوجہد کسی مادی مفاد کے لیے نہ تھی بلکہ اس اسلامی نظریے کے لیے تھی جس کی بنیاد پر پاکستان قائم ہونے جا رہا تھا، دینی و مذہبی احساس، پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کا خواب اور اس کی خاطر ہر قربانی کو روا رکھنے کا جذبہ، یہ وہ عناصر ترکیبی ہیں جو قیامِ پاکستان اور تحریک پاکستان کی اصل بنیاد ہیں۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے جب بھی حصول پاکستان کے مقاصد کا ذکر کیا تو ان مقاصد میں ایک ایسی اسلامی ریاست کا قیام سرفہرست تھا جہاں قرآن وسنت کی فرمانروائی ہو، انہوں نے بارہا کھل کر یہ بات کہی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ خطے کا مطالبہ بنیادی طور پر ایک ایسی سرزمین کے حصول کی کوشش ہے جہاں مسلمان اسلامی ضابطہ حیات، اپنی روایات اور اسلامی قانون کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

11 اکتوبر 1947ء کو کراچی میں مسلح افواج کے افسروں سے خطاب میں فرمایا:

''قیام پاکستان، جس کے لئے ہم گذشتہ دس برس سے کوشاں تھے، اللہ کے فضل و کرم سے آج ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن اپنی مملکت کا قیام دراصل ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے بذات خود کوئی مقصد نہیں، تصور یہ تھا کہ ہماری ایک مملکت ہونی چاہیے جس میں ہم رہ سکیں اور آزاد افراد کی حیثیت سے سانس لے سکیں، جسے ہم اپنی صوابدید اور ثقافت کے مطابق ترقی دے سکیں اور جہاں اسلام

کے معاشرتی انصاف کے اصول جاری وساری ہوں۔''(۹)

قائداعظم کی یہ دیرینہ خواہش رہی کہ پاکستان کی نشوونما ایک ایسی مضبوط اور مثالی اسلامی ریاست کی حیثیت سے ہو جہاں کے باشندے اپنے عقیدے کے مطابق اپنے مذہب پر عمل کرسکیں اور اسلام کے نظام عدل و انصاف سے مستفید ہوسکیں، قائداعظم کی تقاریر اور دیگر دستاویز کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو صرف چند عقیدوں، روایتوں اور روحانی تصورات کا مجموعہ نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ سمجھتے تھے جو اس کی زندگی اور کردار کو سیاست و معیشت اور انفرادی و اجتماعی معاملات میں انضباط عطا کرتا ہے، انہوں نے متعدد مقامات پر کہا کہ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول و احکام کی حکمرانی ہے، قرآن مجید کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں، روحانی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی سمیت زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو، قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں، قائداعظم کے تصور پاکستان کے یہ وہ خدوخال ہیں جو ان کی مختلف تقریروں میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں اور ایک اسلامی ریاست کا وہ تصور پیش کرتے ہیں جس کو عملی جامہ پہنا کر ہم نہ صرف موجودہ چیلنجز سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں بلکہ ایک باوقار اور ترقی یافتہ قوم کی صورت میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔

قیام پاکستان کے لیے علمائے اہلسنّت کی خدمات

قیام واستحکام پاکستان کے لیے روز اول سے اب تک ہر دور میں سینکڑوں علمائے اہل سنت نے بے شمار خدمات سرانجام دیں ہیں، ہم یہاں ان میں سے صرف چند کا مختصر تذکرہ پیش کر رہے ہیں:

1۔ پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمہ:

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری بن سید کریم شاہ علی پوری 1841ء علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے، آپ نجف الطرفین سیّد اور سادات شیراز کے حضرت سید محمد مامون المعروف بہ قطب شیرازی کی اولا دمجاذ تھے، آپ کا سلسلہ نصب 38 واسطوں سے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ فقیر محمد المعروف بابا جی (چورہ شریف) کے مرید ہوئے اور قلیل مدت کے بعد خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا اور تمام مریدین کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی پرزور تلقین کی، ایک مرتبہ قائد اعظم نے جمعہ 23 ستمبر 1939ء کو یوم نجات منانے کے اپیل کی تو اس موقع پر آپ نے نماز جمعہ کے بعد علی پور سیداں میں دوران تقریر فرمایا:

''دو جھنڈے ہیں ایک اسلام کا دوسرا کفر کا، مسلمانوں تم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے؟ حاضرین نے با آواز بلند جواب دیا: اسلام کے جھنڈے تلے، پھر آپ نے دریافت کیا: جو کفر کے جھنڈے تلے کھڑا ہو تو کیا تم اسکے جنازے کی نماز پڑھو گے؟ حاضرین نے انکار کیا پھر آپ نے استفسار کیا: تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے؟ حاضرین نے کہا: نہیں، تو فرمایا: اسلامی جھنڈا صرف مسلم لیگ کا ہے، ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور آپ کو بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہونا چاہیے''۔

تاریخی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ بحیثیت سرپرست شریک ہوئے، آپ کا وصال 26، 27 کی درمیانی شب 30 اگست 1951ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب ہوا۔(۱۰)

2۔ علامہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ:

مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما تھے، آپ کے والد کا نام مولانا حکیم عبدالقیوم شہید ولد مولانا حافظ فرید جیلانی ولد مولانا مہید الدین ولد مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی 1900ء کو دہلی میں اپنے ننہیال میں پیدا ہوئے، محمد ذوالفقار، حق تاریخی نام تجویز ہوا، جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے لکھنؤ سے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی کی خدمت میں بدایوں بھیجا، انہوں نے ان مہمانوں کی خوب خاطر مدارات کی اور اپنے خاندان کے تمام افراد کو خصوصاً مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا عبدالحامد بدایونی کو حکم دیا کہ انگریز کے خاتمہ کے لئے علی برادران اور انکے رفقاء کار کا ساتھ دیں، پیرومرشد کے حکم پر مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالماجد بدایونی

نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں جا کر تحریک خلافت کا پیغام پہنچایا، گاندھی جی نے تحریک خلافت میں شریک ہو کر قائدانہ پوزیشن حاصل کر لی تھی، مسلمان اپنی سادگی کی بناہ پر ہندوؤں کو اپنا ہمدرد سمجھ بیٹھے تھے لیکن شدھی تحریک شروع ہونے پر یہ انکشاف ہوا کہ ہندوؤں کے ذہن میں مسلمانوں کے خلاف کیا کیا منصوبے پر پرورش پا رہے ہیں، مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی تحریک کے شروع ہوتے ہی گانگریز سے الگ ہو گئے اور مرکزی تحریک اسلام، انبالا اور آگرہ میں شریک ہو گئے اور اس جگہ جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی ان لوگوں نے بھی وہاں پر اپنا کام شروع کر دیا۔

23 مارچ 1940ء کو منٹو پارک، لاہور کہ ایک تاریخی اجلاس میں قرارداد پاکستان پیش کی گئ تو مولانا عبدالحامد بدایونی، مسلم لیگ کے لوگوں میں شامل تھے، جنھوں نے قرارداد کی تائید کی اور اس قرارداد میں تقریر کی، 30 اگست 1947ء لدھیانہ میں آپ کی صدارت میں پاکستان کانفرنس ہوئی، اس کانفرنس میں آپ نے پاکستان کے حق میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو بعد میں نظامی پریس بدایون سے چھپ کر ملک بھر میں تقسیم ہوا، 1945ء میں قائداعظم اور میر عثمان علی خان کے باہمی اختلافات نازک صورت اختیار کر گئے، قائد ملت لیاقت علی خان نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو منتخب کیا تا کہ اختلافات ختم کرانے میں دونوں رہنماؤں کی ملاقات کا راستہ ہموار کریں، میر عثمان علی خان مولانا عبدالحامد بدایونی کی بڑی قدر کرتے تھے اور انہیں دینی جلسوں میں تقاریر کے لئے بلایا کرتے تھے، مولانا نے میر عثمان علی سے ملاقات کی اور طویل گفتگو کے بعد انہیں قائداعظم سے ملاقات کرنے پر آمادہ کیا۔

1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ نہ صرف شریک ہوئے بلکہ اسے کامیاب بنانے میں نمایاں خدمات انجام دیں، 1946ء میں علماء کا ایک وفد حجاز مقدس گیا جس کے قائد مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور جنرل سیکٹری مولانا عبدالحامد بدایونی تھے، اس وفد نے نہ صرف حجاج پر عائد کردہ ٹیکس ختم کرنے کے سلسلے میں سعودی حکومت سے مذاکرات کئے بلکہ عالم اسلام کے دینی اور سیاسی رہنماؤں کے سامنے نظریہ پاکستان کو موثر طور پر پیش کر کے پاکستان کی حمایت پر بھی آمادہ کیا۔(۱۱)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں کہ "لندن کانفرنس کے بعد دہلی میں مولانا شوکت علی قیام گاہ پر زعماء کا اجلاس ہوا تو اس میں علامہ عبدالحامد بدایونی نے بھی شرکت کی، اس اجلاس میں طے پایا کہ آئندہ انتخابات میں صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی، مولانا نے یو پی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان، اور پنجاب کے دور افتادہ علاقوں میں جا کر عامۃ المسلمین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کے لیے تیار کیا، پیر صاحب مانکی شریف کے کہنے پر قائداعظم نے آپ کو صوبہ سرحد بھیجا جہاں آپ نے خان برادران کے اثرات کو زائل کر کے مسلم لیگ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیئے، انہی خدمات کی بنا پر قائداعظم نے آپ کو ''فاتح سرحد'' کا لقب دیا تھا"۔(۱۲)

قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کے اسرار پر مستقل طور پر آپ پاکستان میں قیام پذیر ہو گئے جب آپ نے دیکھا کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان پریشانی کے عالم میں ہے تو آپ نے ایک اجلاس میں ہندوستان کے تمام صوبوں اور مقامی نمائندوں پر مشتمل مہاجرین کمیٹی کی بنیاد

ڈالی جو عوامی اور سرکاری سطح پر مہاجرین کی آبادکاری اور انکی ضروریات کی فراہمی کے لئے کوشش کرتی رہی، پندرہ جمادی الاول 02 جولائی 1970ء تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد عالم باعمل مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادری کا جناح اسپتال کراچی میں وصال ہوا۔(۱۳)

3۔ علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ :

علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بن حضرت مولانا محمد عبدالحکیم پندرہ رمضان المبارک تین اپریل 1892ء کو میرٹھ (یوپی) میں پیدا ہوئے، آپ کے والد عظیم المرتبت درویش صفت انسان تھے اور بلند پایہ شاعر بھی تھے جوش آپ کا تخلص تھا، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی، چار سال دس ماہ کی عمر میں قرآن پاک ختم کرلیا، اردو، فارسی، عربی کی ابتدائی تعلیم والد صاحب سے ہی حاصل کی بعد میں جامعہ قومیہ میرٹھ میں داخل ہوئے اور 16 سال کی عمر میں درس نظامی کی سند حاصل کرلی، آپ نے اٹاوہ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا اس کے بعد ڈویژنل کالج میرٹھ میں داخلہ لے لیا، 1917 میں بی اے کا امتحان پاس کیا کالج کی چھٹیوں میں اکثر آپ اعلیٰ حضرت امام رضا خاں بریلوی کی خدمت میں بریلی شریف جا کر ان سے فیض حاصل کرتے۔ میرٹھ کالج کے دوران آپکو آل برما ایجوکیشنل کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا، اس کانفرنس میں آپ نے جو خطبہ دیا وہ برما اور سیلون میں مقبول ہوا، آپ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے نیز خلافت واجازت سے سرفراز کیے گئے اور انہی کی ارشاد پر اپنی تمام زندگی دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کردی۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب لکھتے ہیں کہ "آپ نے تحریک پاکستان میں بھی سرگرم حصہ لیا، صرف پاک وہند ہی میں نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی تحریک پاکستان کے لئے فضاء ہموار کی حج کے موقع پر مکہ مکرمہ جا کر دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمانوں کے سامنے پاکستان کی اہمیت کو واضح کیا، مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی، حسن البناء، قائد اخوان المسلمین سید عبداللہ شاہ (اردن) اور دیگر عرب ممالک کے لیڈروں کو تحریک پاکستان سے پوری طرح روشناس کرایا، 1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت فرمائی اور تحریک پاکستان کی حمایت فرمائی، پاکستان بننے کے بعد پہلی نماز عید قائد اعظم نے آپ ہی کی اقتداء میں پڑھی، 12 اگست 1954ء کو مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا"۔(۱۴)

4۔ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ:

مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری 1896ء میں ریاست الور، انڈیا میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمہ ملک کے ممتاز عالم دین اور بزرگ گزرے ہیں، آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ریاست الور ہی میں خدمات انجام دینے لگے، مسلمانوں کی بدحالی دیکھ کر انہیں بہت افسوس ہوتا تھا، اسی لئے آپ نے مہاراجا الور سے تعلقات بڑھائے، آپ نے یہ محسوس کرلیا تھا جب تک مسلمان ریاست الور میں داخل نہیں ہوں گے تو اس وقت تک عظمت بحال نہ ہوسکے گی، مہاراجا آپ کے بلند

خیال اور علمی کیفیت سے مرعوب ہوگیا تحریک پاکستان کا نام بلند ہوا تو آپ نے اس تحریک کے لئے کام شروع کیا، دن اور رات آپ اس تحریک کے کام میں مصروف رہنے لگے، 1940ء میں جب منٹو پارک، لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس وقت مولانا کا رکن کے طور پر کام کر رہے تھے، 1945ء میں آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں پر علماء کے عظیم اجتماع کے سامنے آپ نے تحریک پاکستان پر روشنی ڈالی اور علمائے کرام کو اپنا ہمنوا بنایا۔

1946ء میں آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس میں حصہ لیا، آپ نے روزنامہ احسان میں نظریہ پاکستان کی حمایت میں ایک مضمون شائع کیا، قائداعظم، پیر صاحب مانکی شریف اور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کے ساتھ مل کر ملک گیر دورے کر کئے اور عوام کو نظریہ پاکستان قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے بہت جدو جہد کی، اسی جہاد میں ان کے دونوں پھیپڑے خراب ہو گئے جس کی وجہ سے بصارت بھی متاثر ہوئی، الغرض اسی حالت میں 1961ء میں بروز جمعہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔(۱۵)

5۔ تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ:

مفتی محمد عمر نعیمی 1893ء کو مرادآباد (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے، 1906ء میں مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی کی خدمت میں جامعہ نعیمیہ، مرادآباد حاضر ہوئے اور 1911ء میں سند فضیلت حاصل کی، دستار بندی امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمائی، اس کے بعد آپ جامعہ نعیمیہ، میں ہی مہتمم اور بعد میں شیخ الحدیث ہو گئے، 1925ء میں جب مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس قائم ہوئی تو آپ اس کے نائب ناظم مقرر ہوئے پھر 1946ء میں بنارس کے تاریخی اجلاس میں تحریک پاکستان کی پرزور حمایت کی اس طرح آپ نے تحریک پاکستان میں علمائے اہل سنت کے ساتھ بھر پور حصہ لیا اور خاص کر آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں اہم کردار ادا کیا، آپ مولانا نعیم الدین مرادآبادی دست بازو تھے بلکہ ان کے سیاسی معاملات میں بھی ساتھ ساتھ تھے ، آپ نے دار العلوم نعیمیہ، مرادآباد اور کراچی دونوں میں ساری زندگی درس اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، آپ نے رسالہ ''السواد الاعظم'' جاری کیا۔(۱۶)

6۔ شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ:

مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی بن مولانا عبدالحمید ذوالحجہ بمطابق دسمبر 1910ء بروز جمعہ ہری پور کے قریبی گاؤں چنبہ پنڈ میں پیدا ہوئے، جلیل القدر علمائے کرام سے استفادہ کیا بعد ازاں دورہ حدیث کے لئے مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دار العلوم، منظر اسلام، بریلی سے سند حاصل کی، زمانہ طالبعلمی میں آپ حضرت شیخ الاسلام خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور پوری زندگی عرس کی خاص محافل سے خطاب کرتے رہے۔

آپ نے تاریخ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، 1946ء میں سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور پاکستان ایسی نظریاتی اسلامی مملکت کے حق میں پرزور تقریر کی تحریک پاکستان، ختم نبوت اور تحریک جمہوریت میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، 1968ء میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور نہایت سرگرمی سے کام کرتے رہے، 09 اکتوبر 1970ء وزیرآباد جی ٹی روڈ پر ٹرک کے حادثہ میں جام شہادت نوش کیا۔(۱۷)

استحکام پاکستان

وطن عزیز پاکستان جب سے معرض وجود میں آیا تب سے اسے گوناگوں مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا لیکن بہ فضل ایزدی یہ خطہ ارضی اپنی وسعت جغرافیائی کی قلت کے باوجود ہمیشہ ہی قائم ودائم رہا اور اُن مصائب وآلام اور اندرونی وبیرونی خلفشار کا مقابلہ کرتا رہا اس کی بنیادی وجہ تو صرف اور صرف اللہ تعالی کا فضل ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کی وطن عزیز سے بے لوث محبت اور شبانہ روز خدمت بھی ہے جس کی وجہ سے ملک مجموعی طور پر کبھی بھی عدم استحکام کا شکار نہیں ہوا، البتہ مخالفین کی جانب سے پاکستان کے عدم استحکام کے بارے میں مختلف مواقع پر پھبتیاں کسی جاتی رہی حتی کہ پروفیسر زائرنگ جو اسٹاف کالج، لاہور سے وابستہ اور پاکستان میں بہت عرصے تک مقیم رہے انہوں نے ایک مرتبہ کہا:

''پاکستان تاحال اپنے جداگانہ تشخص کا جواز ثابت نہیں کرسکا ہے لہٰذا عنقریب مزید حصے بخرے ہونے کے عمل سے دوچار ہوجائے گا''۔(۱۸)

لیکن اللہ تعالی کا فضل رہا اور مخالفین پاکستان کے ایسے خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے اور آئندہ بھی نہ ہوسکیں گے کیونکہ ملک پاکستان کو جس مقصد کے تحت حاصل کیا گیا تھا وہ صرف اور صرف دین اسلام تھا اور دین اسلام مٹنے کے لیے نہیں بلکہ ادیان باطلہ کو مٹانے اور غلبہ پانے کے لیے آیا ہے، نیز یہ باری تعالی کا پسندیدہ دین ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الإِسْلَامُ

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہی ہے۔(۱۹)

ملک عزیز میں خلفشار اور عدم اطمینان کی فضا میں ہم کیونکر اور کیسے قابل تسکین ماحول ہموار کرسکتے ہیں، اس کے بارے میں کون سے ایسے اصول وضوابط ہیں جنہیں اپنا کر عارضی طور پر پیدا ہونے والی انتشاری کیفیات کو رفع کیا جاسکتا ہے تو اس کے بارے میں ہمیں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا یہ فرمان بطور خاص اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے، آپ نے فرمایا:

''مسلمانوں کے لئے کسی ضابطہ عمل و پروگرام کو تلاش کرنے کی حاجت نہیں
کیونکہ ان کے پاس تیرہ سو سال سے قرآن مجید کی صورت میں ایک مکمل پروگرام

موجود ہے، قرآن مجید ہی میں ہماری اقتصادی، تمدنی، معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ
سیاسی پروگرام کے اصول بھی موجود ہیں، میرا اس قانون الٰہی پر ایمان ہے اور یہ جو
میں آزادی کا خواہاں ہوں تو وہ اسی کلام الٰہی کی روشنی میں تعمیل کر رہا ہوں، مزید
فرمایا۔۔۔تعلیم قرآن ہی میں ہماری نجات ہے اور اسی کے ذریعے ہم ترقی کی مدارج
طے کر سکتے ہیں''۔(۲۰)

اس متذکرہ بالا فرمان سے ہمیں واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قائداعظم کی نگاہوں میں بھی پاکستان کا مقصد اور اصول صرف اور صرف اسلام ہی تھا اور آج ہمارا مجموعی نصب العین بھی یہی ہونا چاہیے، وطن عزیز کی ترقی اور استحکام کے لیے قائداعظم نے ایک موقعہ پر واشگاف الفاظوں میں بیان فرمایا:

It should be our aim not only to remove want and fear of all types, but also to secure liberty, fraternity and equality as enjoined upon us by islam.

ترجمہ: یہ ہمارا مقصد ہونا چاہیے کہ نہ صرف ہمیں نفسانی خواہشات اور ہر قسم
کے خوف کو ختم کرنا ہے بلکہ آزادی، ہمدردی اور مساوات کو بھی محفوظ کرنا ہے جیسا کہ یہ
امور اسلام کی جانب سے ہم پر لازم کیے گئے ہیں۔(۲۱)

استحکام پاکستان کی مختلف جہات میں
تنظیم المدارس کے فاضلین و متعلقین کا کردار

بانی پاکستان کے فرامین کی روشنی میں یہ بات نہایت روشن ہوچکی کہ پاکستان کی تعمیر وترقی اور استحکام میں اسلام اور قرآن ہمیشہ کلیدی طور پر ملحوظ رکھیں جائیں گے ،لہٰذا علمائے اہل سنت نے حصول پاکستان سے لے کر تعمیر پاکستان اور بعد از اں استحکام پاکستان کی ہر مہم میں ہمیشہ انہی اصولوں کو اپنا نصب العین رکھا اور یوں وطن عزیز کے گلستاں کی آبیاری میں اپنے قطرات خون وجگر دیئے، الغرض اہل سنت کے اکابرین وعوام تمام ہی نے اپنے اپنے منصب وذمہ داری کے مطابق استحکام پاکستان کی مختلف جہات میں کردار ادا کیا ہے جس کا احاطہ تو نہیں کیا جاسکتا البتہ ہم یہاں اپنے عنوان کی مناسبت سے اہل سنت وجماعت کی مدارس دینی کے حوالے سے مرکزی تنظیم یعنی تنظیم المدارس کے چند منتخب فاضلین کا اجمالی تذکرہ پیش کررہے ہیں جنہوں نے اپنی اپنی خدمات کے ذریعے سے استحکام پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

استحکام پاکستان کا تعلیمی شعبہ:

اس شعبہ میں اہل سنت کے بہت سے ذی علم حضرات شامل ہیں جو ملک وقوم کے طلبہ وطالبات کو اعلیٰ تعلیم سے روشناس کرانے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، ہم ذیل میں صرف ان حضرات اور اداروں میں سے چند کے اسمائے گرامی تحریر کررہے ہیں جو تنظیم المدارس پاکستان کے زیر انتظام چلنے والے کسی بھی ادارے سے تعلیم حاصل کرچکے ہیں اور ملکی جامعات وغیرہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں:

1۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج،متوفی 18 ستمبر 2014ء،کراچی یونیورسٹی
(پاکستان میں اسلامک اسٹڈیز کے شعبہ میں سب سے اعلیٰ تعلیمی سند ڈی،لٹ پانے والی پہلی شخصیت)

2۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف خان ساقی،(اسلامک لرننگ،کراچی یونیورسٹی)

3۔ پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری(سابق پروفیسر جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد،حال منہاج یونیورسٹی،لاہور)

4۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق،(شعبہ تاریخ اسلامی،کراچی یونیورسٹی) وغیرہ۔۔

استحکام پاکستان کا معاشی شعبہ:

معاشی ترقی کسی بھی ملک کا کلیدی سرمایہ ہوتی ہے اسی لیے تمام ہی ترقی پذیر ممالک اپنے معاشی شعبہ جات کی تعلیم وترقی کی جانب خصوصی توجہ دیتے ہیں، ملک پاکستان کا شمار بھی چونکہ ابھی تک ترقی پذیر ممالک میں ہی ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی اقتصادی ومعاشی

شعبہ جات کی ترقی کے لیے خصوصی اقدامات کیے جاتے ہیں انہیں میں تعلیم معاشیات، بینکنگ، اسٹاک ایکسچینج، وغیرہ جیسے شعبہ جات شامل ہیں، تنظیم المدارس کے متعلقہ وفاضلین حضرات نے اس شعبہ میں بھی اپنی خدمات انجام دی ہیں، ہم ذیل میں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی تحریر کررہے ہیں:

1۔ مفتی اعظم پاکستان، پروفیسر مفتی منیب الرحمن، صدر تنظیم المدارس، پاکستان (برج بینک، پاکستان)

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز (ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی، سابق شرعی ایڈوائزر یو بی ایل بینک)

۳۔ ڈاکٹر ناصر الدین (اسلامک لرننگ جامعہ کراچی، سابق شرعی ایڈوائزر ایچ بی ایل)

۴۔ شیخ الحدیث مفتی ابوبکر صدیق شاذلی، کراچی (فیصل بینک، پاکستان)

۵۔ مفتی ندیم اقبال سعیدی (شرعی ایڈوائزر یو بی ایل)

۶۔ مفتی سیّد صابر حسین، دارالعلوم امجدیہ، کراچی (مسلم کمرشل بینک، پاکستان) وغیرہ۔۔

ان تمام ہی حضرات نے معاشی شعبہ جات میں سے بالخصوص بینکاری اور معاشی تعلیم کے شعبہ میں اپنی خدمات سرانجام دی ہیں، جس میں اسلامی بینکاری کے حوالے سے ان کی خدمات قابل قدر ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے اس شعبہ کے مبتدی حضرات کے لیے تحریری مواد اور کتب ورسائل کی صورت میں بھی کافی کام کیا ہے جس سے آنے والے افراد استفادہ کرتے ہوئے ملک پاکستان میں اقتصادی ومعاشی شعبہ میں مزید ترقی ونکھار پیدا کرسکتے ہیں۔

استحکام پاکستان کا تحریری شعبہ:

ترقی پذیر ممالک کے استحکام میں جہاں بہت سے شعبہ جات اپنا کردار ادا کرتے ہیں وہیں تحریری مواد کا عنصر بھی ان کی نسلوں کی تربیت کرتا اور آئندہ کے لائحہ عمل کو ماضی ومقصد کی فصیلوں سے جوڑتا ہے لہٰذا کسی بھی ملک کا ایک اہم اور ضروری اثاثہ اس کا قابل قدر تحریری مواد ہے جس میں اس کا مذہب، نظام تعلیم، مقاصد اور دیگر عوامل شامل ہوتے ہیں، لہٰذا ملک پاکستان کے تحریری سرمایہ میں گراں قدر اضافہ کے لیے تنظیم المدارس سے متعلقہ علمائے کرام نے بھی اپنا کردار واضح طور پر ادا کیا ہے، جسے نا صرف عوام بلکہ حکومت پاکستان نے بھی سراہا ہے، تحریری مواد کی فراہمی میں مندرج ذیل حضرات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ہیں:

1۔ محدث عصر علامہ غلام رسول سعیدی، کراچی، پاکستان آپ کثیر التصانیف ہیں۔ آپ کی چند معروف کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

(مصنّف، تبیان القرآن، شرح صحیح مسلم وغیرہ)

2۔ شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، پاکستان (مصنف، من عقائد اہل السنہ، مترجم کتب کثیرہ)

3۔ شیخ الحدیث مفتی صدیق ہزاروی ازہری، لاہور، پاکستان (صحاح ستہ سمیت ایک سو سے زائد کتابوں کے مترجم

رمؤلف)

4۔ شیخ الحدیث مفتی عبدالرزاق بھترالوی، روالپنڈی، پاکستان (مصنف تفسیر نجوم الفرقان رکثیر درسی کتابوں پر عربی حواشی، تذکرۃ الانبیاء)

استحکام پاکستان کا سیاسی شعبہ:

سیاست ملک کے نظم ونسق کا کلیدی سرمایہ ہوتی ہے، جس ملک کا سیاسی نظام بہتر ہوگا اس ملک کا نظم ونسق اور استحکام وانتظام بھی عمدہ ہوگا، آپ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو اس باب میں بھی رہنما اصول مہیا فرمائے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں ایک بہترین سیاسی نظام قائم کیا جاسکتا ہے، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اہل سنت وجماعت نے بالعموم اور تنظیم المدارس کے متعلقہ افراد میں سے بہت سے علمائے کرام نے بالخصوص سیاست میں بھی اپنا اہم اور مثالی کردار ادا کیا ہے، ہم تفصیلی واقعات اور ان کی خدمات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف ایسے معروف اسمائے گرامی پر اکتفاء کرتے ہیں جن کی سیاسی خدمات عیاں ہیں:

1۔ غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی، انوار العلوم، ملتان، پاکستان (تنظیم المدارس کے پہلے ناظم اعلیٰ)

2۔ مفتی اعظم پاکستان، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، صدر تنظیم المدارس پاکستان (وچیئرمین رویت ہلال کمیٹی، پاکستان)

3۔ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری، کراچی، پاکستان (جماعت اہل سنت، سابق نائب مہتمم، دارالعلوم امجدیہ، کراچی)

4۔ علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ازہری، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور (ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس، پاکستان)

5۔ مفکر اسلام علامہ سیّد ریاض حسین شاہ، راولپنڈی، پاکستان (جماعت اہل سنت، پاکستان)

6۔ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الوری نقشبندی، حیدرآباد، پاکستان (جمعیت علمائے پاکستان)

7۔ علامہ حامد سعید شاہ کاظمی، انوار العلوم، ملتان، پاکستان (سابق وفاقی وزیر برائے اوقاف، پاکستان)

۸۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری (صدر ورلڈ اسلامک مشن، سابق رکن قومی اسمبلی، سابق صدر متحدہ مجلس عمل)

۹۔ علامہ محمد حسن حقانی (مہتمم دارالعلوم انوار القرآن، گلشن اقبال، کراچی)

۱۰۔ علامہ غلام محمد سیالوی (چیئرمین بیت الامال، ناظم امتحانات تنظیم المدارس)

استحکام پاکستان کا فلاحی شعبہ:

جب کسی قوم میں ہمدردی اور احساس کے جذبات موجزن ہوں تو اس کے ترقی کے منازل قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں اسی لیے تمام ہی ترقی یافتہ ممالک میں باقاعدہ فلاح عامہ اور انسانی ہمدردی وتعاون کے حوالے سے انجمن اور فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہیں

تا کہ ملک وقوم کے زیریں طبقہ کوبھی ضروریات زندگی باآسانی مہیا ہوسکے، ملک پاکستان میں بھی اسلامی تعلیمات کے پیش نظر اورعوام الناس کو بنیادی ضروریات فراہم کرنے کے لیے مختلف طبقات فکروعمل سے وابستہ افراد نے رفاہی وفلاحی ادارے قائم کیے ہوئے ہیں تنظیم المدارس کے فاضلین اور وابستگان نے بھی اس شعبہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں،ان میں سے چند معروف اور ممتاز سماجی شخصیات درج ذیل ہیں:

1۔ محسن اہل سنت حاجی حنیف طیب (بانی، المصطفیٰ ویلفیئر ٹرسٹ اینڈ میڈیکل سینٹر، کراچی، پاکستان)
سابق وفاقی وزیر اوقاف، پاکستان/مرید علامہ احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ، سابق ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس، پاکستان

2۔ علامہ بشیر فاروق قادری (فاضل دارالعلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان)
بانی، سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان

3۔ مفتی ابوبکر صدیق شاذلی، کراچی پاکستان (فاضل تنظیم المدارس، اسلامک سینٹر کراچی)
بانی، طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ، کراچی، پاکستان وغیرہ۔۔

غرض یہ کہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے بانیان اور متعلقین نے قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور ان کی بے لوث خدمات کا تسلسل جاری ہے۔ یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ انشاءاللہ علماء ومشائخ مسلک حق اہلسنت وجماعت دین اسلام کی اسی طرح خدمت کرتے ہوئے پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں ضرور کامیاب ہوں گے!!!

حوالہ جات

(۱) صدیق ہزاروی، مفتی، تاریخ ساز شخصیات، مرکزی دفتر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، صفحہ 17

(۲) تنظیم المدارس پاکستان، آفیشل ویب سائٹ، مؤرخہ ۲۰۱۵، ۱۱، ۱۵

(۳) حیات مولانا غلام جہانیاں، مرتبہ، محمد ظفر ریاب قریشی، مطبوعہ فرید آباد کالونی، ڈیرہ غازی خان، پاکستان، صفحہ ۲ تا ۳۲

(۴) صدیق ہزاروی، مفتی، تاریخ ساز شخصیات، مرکزی دفتر تنظیم المدارس، پاکستان،
صفحہ 17 / https://ur.wikipedia.org/wiki/dated,05/10/2015

(۵) عبدالحکیم شرف قادری، علامہ، نور نور چہرے، مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور، پاکستان، طبع اوّل 2005ء، صفحہ 13 تا 25

(۶) صدیق ہزاروی، مفتی، تاریخ ساز شخصیات، مرکزی دفتر تنظیم المدارس، پاکستان، صفحہ 54

(۷) مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کا چشم کشا انٹرویو، مشمولہ، النظامیہ، مفتی اعظم نمبر، ص ۱۹۳

(۸) حیات محدث اعظم، از حافظ عطاالرحمن قادری، مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاہور، صفحہ 364/356

(۹) انقلاب لاہور، جون 1938، صفحہ 13، بحوالہ گفتار قائداعظم، مرتبہ احمد سعید، قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ وثقافت، اسلام آباد، طبع اول، جون 1976، صفحہ 100

(۱۰) ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، اگست، ۱۹۹۷ء، ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ، جلد ۲۷، شمارہ ۱۰، صفحہ ۳۵، ۴۴

(۱۱) قادری، سیّد تراب الحق، تخلیق پاکستان میں علمائے اہل سنت کا کردار، جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان، اگست ۲۰۰۷، طبع اوّل، صفحہ ۱۰۴

(۱۲) عبدالحکیم شرف قادری، علامہ، تذکرہ اکابر اہل سنت، مکتبہ قادریہ، لاہور، سن 1976ء، صفحہ 204

(۱۳) قادری، سیّد تراب الحق، تخلیق پاکستان میں علمائے اہل سنت کا کردار، جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان، اگست ۲۰۰۷، طبع اوّل، صفحہ ۱۰۴

(۱۴) قادری، سیّد تراب الحق، تخلیق پاکستان میں علمائے اہل سنت کا کردار، جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان، اگست ۲۰۰۷، طبع اوّل، صفحہ ۱۰۹۔۱۱۰

(۱۵) قادری، سیّد تراب الحق، تخلیق پاکستان میں علمائے اہل سنت کا کردار، جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان، اگست ۲۰۰۷، طبع اوّل، صفحہ ۱۱۵

(۱۶) حامد علی، ڈاکٹر، تعارف تاج العلماء، قلمی غیر مطبوعہ، عکسی مخزونہ، صفحہ ۱۵۔۶۱

(۱۷) قادری، سیّد تراب الحق، تخلیق پاکستان میں علمائے اہل سنت کا کردار، جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان، اگست ۲۰۰۷، طبع اوّل، صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷

(۱۸) اسرار احمد، ڈاکٹر، استحکام پاکستان، لاہور، مرکزی انجمن خدام القرآن، طبع ثانی مئی 1986، لاہور، باب اول، صفحہ 43

(۱۹) سورۃ آل عمران، 19

(۲۰) انقلاب لاہور، 12 جون 1938، صفحہ 6، بحوالہ گفتار قائداعظم، مرتبہ احمد سعید، قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ وثقافت، اسلام آباد، طبع اول، جون 1976، صفحہ 216

(۲۱) quaid-e-azam Muhammad ali jinnah,speeches,statements,letters etc, edited by haneif shahid, pub,sang-e-meel,Lahore,pak,ist edition1976,page436